معاشی عدم استحکام میں کرپشن کی روک تھام کے لئے اسلامی نقطہ نظر

Islamic Perspectives for Preventing Corruption in Economic Instability

Dr. Shazia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, GCWUF
Email: shazia.adnan81@gmail.com
Sadia Abbas
Email: sadiaabbas567@gmail.com

Abstract

Among all the world's religions, "Din-e-Islam" stands out as the only faith that prioritizes the improvement of society. It has consistently advocated for the establishment and enforcement of systems that safeguard both human and social values. These initiatives are essential for a society and a nation to uphold an Islamic way of life. Currently, our social fabric is grappling with a significant challenge known as corruption, particularly in the form of bribery. This issue has increasingly become an inescapable aspect of our society. As a result of this affliction, those who are deserving are often denied their rights, the voices of the oppressed go unheard, and peace and justice remain elusive for the populace. This grave issue has led to a disintegration of the entire system, with various sectors of society entangled in different forms of corruption. Therefore, if we aspire to improve our society, it is imperative that we eliminate this detrimental curse. In this article, we will explore the causes of corruption and its effects on our society through the lens of Islamic teachings, aiming to awaken a sense of national responsibility and stabilize Pakistan's economy. However, to eradicate this pervasive evil, every individual, class, and institution within Pakistani society must actively contribute to this vital effort.

keywords: Corruption, Causes and Effects, Islamic Teachings, Pakistani Society, Solution

تعارف

کرپشن ایک عالمی چیلنج ہے جو دنیا کے تقریباً ہر ملک کو متاثر کر رہا ہے۔ اس کی وجہ سے ملکی معیشتیں برباد ہو جاتی ہیں، حکومتیں عدم استحکام کا شکار ہوتی ہیں، اور حتیٰ کہ مضبوط ترین قومیں بھی زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسی برائی ہے جو ایک صحت مند معاشرے کو دیمک کی طرح کھوکھلا کر دیتی ہے، جس کے نتیجے میں ترقی اور

کامیابی کا عمل رک جاتا ہے، اور آخر کار ملک و قوم کی حالت عبرتناک ہو جاتی ہے۔ کرپشن کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس کے مترادف میں رشوت، بددیانتی، دھوکہ دہی، جھوٹ اور غیر قانونی سرگرمیاں شامل ہیں، جو ہمارے معاشرے میں عام طور پر استعمال ہوتی ہیں[1]

جب بھی کرپشن کا ذکر ہوتا ہے، تو عموماً اس کا مطلب رشوت ہی لیا جاتا ہے۔ کرپشن کا قریب ترین مفہوم رشوت کے حوالے سے "رشاء" سے ماخوذ ہے، جو کہ رسی یا خاص طور پر ڈول کی رسی کے لیے استعمال ہوتا ہے، جس کے ذریعے کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے اور اس کو انگلش میں (Bribery) کے لفظ سے بولا جاتا ہے۔

رشوت کا انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں مفہوم کچھ یوں ہے:

"A panel offence generally defined as the given or receiving of consideration for official favor"[2]

اس کی اصطلاح میں پطرس بستانی نے کچھ یوں تعریف کی ہے:

"الرشوة ما يعطيه الرجل للحاكم او غير الحاكم له او يحمله به على ما يريد[3] "

(رشوت اس عطیے کو کہا جاتا ہے جو ایک آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس نیت سے دیتا ہے کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کردے یا وہ اس کو اس کی مطلوبہ چیز کا سزاوار ٹھہرادے)

"الرشوة ما يعطى الإبطال حق اولإحقاق باطل[4] "

(رشوت اس عطیہ کو کہتے ہیں جو کسی کا حق مارنے یا کسی ناجائز امر کو حق اور سچ ثابت کرنے کی غرض سے دیا جائے)

قرآن میں رشوت کا ذکر:

اللہ تعالی نے یہود و نصاری کے علماء کی عادات رذیلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وأكلهم السحت"[5]

۔ اور حرام کھانے سے۔ السحت کا لفظی معنی جڑ سے اکھاڑ دینا کے ہیں

جیسا کہ الاحکام القرآن میں ہے:

اصل السحت الاستيصال[6]

(سحت کی اصل جڑ سے اکھاڑ پھینکنا کے ہیں۔)

حرام کو سخت اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نحوست سے انسان کا دین، عزت و شرف اور نیکیوں کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔

وسعى المال الحرام سعينا لانه يسحت الطاعات اى يذهبها ويستاء صلها [7]

(مال حرام کو سحت اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ نیکیوں کو لے جاتا ہے اور جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔)

تفسیر منار میں ہے:

المراد بالسحت الدين والشرف لقبحه و منزره او يسوء قبله و اثره [8]

سحت کا مفہوم دو پہلوؤں پر مشتمل ہے جو اپنی برائی اور نقصان دہ اثرات کی بنا پر انسان کے دین اور عزت کو مٹا سکتی ہیں۔ سحت کے لفظ کا عمومی مطلب کسی چیز کا مکمل طور پر حرام ہونا ہے، تاہم بعض مفسرین نے اس کی تشریح "رشوت" کے طور پر کی ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"والمراد به مهنا على المشهور الرشوة في الحكم [9]**"**

(یہاں صحت سے مراد مشہور قول، فیصلہ کرنے میں رشوت لینا ہے۔)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی بھی یہی قول لیتے ہیں:

"السحت هو الرشوة في الحكم [10]**"**

کسی شخص کا حق مارنے کے لیے رشوت دینا اور لینا دونوں ٹھیک نہیں ہیں۔

اس لیے تمام جصاص فرماتے ہیں:

"قال ابو بكر اتفق جميع المتولين لهذه الآية على أن قبول الرشامحرمو اتفقو على انه من السحت ال ذي حرم الله تعالى [11]**"**

ابو بکر جصاص وأكلهم السحت کی تاویل میں تمام علماء کے اتفاق کرنے پر فرماتے ہیں کہ رشوت قبول کرنا "حرام" ہے اور اس چیز پر بھی اتفاق ہے کہ رشوت اس سحت سے ہے جسے اللہ تعالی نے حرام ٹھرایا ہے۔

رشوت کو سختی سے ناپسند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ نہ صرف لینے اور دینے والے کی زندگی کو برباد کرتی ہے بلکہ پورے ملک و قوم کی بنیاد یعنی امن عامہ کو بھی خطرے میں ڈال دیتی ہے۔ جب کسی ملک میں رشوت کا رواج عام ہو جاتا ہے تو وہاں قانون کی عملداری بر قرار نہیں رہتی، جس کے نتیجے میں لوگوں کی مال و جان اور عزت و آبرو بھی محفوظ نہیں رہتی۔

اس رشوت سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالی سورہ البقرہ میں فرماتے ہیں:

" وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَ أَنتُمْ تَعْلَمُونَ [12]**"**

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو، جان بوجھ"

اس آیت میں مفسرین نے "وتدلوا بها إلى الحكام" سے رشوت مراد لی ہے۔

یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر وہ تحفہ یا ہدیہ جو کسی حاکم، جج یا اعلیٰ افسر کو دیا جائے، اگر اس کا مقصد ناجائز کو جائز قرار دینا، حق کو باطل کے ساتھ ملانا، یا باطل کو حق ثابت کرنا ہو، یا حاکم کو خوش کرنے کے لیے مالی فوائد فراہم کرنا ہو، تو یہ تمام صورتیں ہر لحاظ سے ناجائز ہیں۔ ایسی تمام کارروائیاں قرآن و سنت کی روشنی میں ممنوع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طریقوں سے کھانے سے سختی سے منع کیا ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إلا أن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِنكُمْ" [13]

اے ایمان والو! باطل طریقے سے آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ البتہ یہ (ہو) کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو

سید محمود آلوسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"والمراد من الأكل الاخذ والإستيلاء "[14]

یہاں اکل سے مراد عام ہے جو مال لینے اور غلبہ پانے پر شامل ہے۔

یاد رہے کہ اگر حاکم کو اس مقصد کے لیے مالی وسائل فراہم کیے جائیں کہ وہ باطل کو حق ثابت کرے یا کسی دوسرے کے حق کو باطل قرار دے، یا حاکم کے علاوہ کسی اور کو اپنی ذاتی مفادات کے لیے رشوت دی جائے، تو یہ رشوت اور بدعنوانی کی سب سے بدتر شکل ہے۔ کیونکہ پاکستانی معاشرے میں رشوت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ باطل کو حق اور حق کو باطل کے طور پر پیش کیا جائے، یا اس کے حق کو چھین لیا جائے جس نے اس قسم کی رشوت نہیں دی۔ رشوت کی حرمت کے لیے اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت لینے، دینے والے اور ان کے درمیان معاملہ طے کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

"تلعن رسول الله على الراشي والمرتشي والر ائش يعنى الذي يمثى بينهما "[15]

کئی طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رشوت دینے والے، لینے والے اور ان دونوں کے درمیان معاملہ طے کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے

اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چھ حرام چیزوں میں سے ایک رشوت بھی ہے جس کو حرام قرار دیا ہے۔

"سنت خصال من السحت رشوة الإمام وهي اخبث ذلك كله[16] "

(چھ چیزیں حرام ہیں ان میں سب سے بری چیز امام کا رشوت لینا ہے۔)

رشوت تو اتنا گھناونا جرم ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے صرف حرام ہی نہیں بلکہ کفر سمجھا ہے۔

ابو بکر جصاص، مسروق رحمہ اللہ علیہم کا قول نقل کرتے ہیں:

"ان مسروقا قال قلت لعمر يا أمير المؤمنين ارئيت الرشوة في الحكم من السحت ؟ قال لا ولكن كفر[17]"

(مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید نا عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا فیصلہ کرنے میں رشوت لینا سحت ہے ؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں، کفر ہے۔)

کرپشن کی اقسام

رشوت:

رشوت ایک ایسا مالی یا مادی فائدہ ہے جو کسی شخص یا ادارے کو غیر قانونی طور پر فائدہ حاصل کرنے کے لیے فراہم کیا جاتا ہے۔ اس میں پیسوں یا تحائف کا تبادلہ شامل ہوتا ہے۔

اقربا پروری:

اقربا پروری اس وقت وقوع پذیر ہوتی ہے جب کسی سرکاری یا نجی ادارے میں بھرتی، ترقی، یا دیگر اہم فیصلوں میں ذاتی تعلقات یا رشتہ داری کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اختیارات کا ناجائز استعمال:

اختیارات کا ناجائز استعمال: جب کوئی اعلیٰ عہدے یا طاقتور حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ذاتی یا گروہی مفادات کے لیے فیصلے کرتا ہے تو یہ بدعنوانی کی ایک شکل ہے۔

مالیاتی بدعنوانی:

مالیاتی بدعنوانی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی فرد یا ادارہ عوامی یا نجی فنڈز کا غلط استعمال کرتا ہے، جیسے کہ سرکاری فنڈز کی چوری یا دھوکہ دہی۔

کرپشن کی مختلف اقسام یہ بھی ہو سکتی ہیں، مثلاً:

مالی کرپشن: سرکاری فنڈز کی چوری، رشوت یا ناجائز کمائی۔

اخلاقی کرپشن: دھوکہ، جھوٹ، یا اصولوں سے انحراف۔

انتظامی کرپشن: اختیار اور طاقت کا ناجائز استعمال۔

سیاسی کرپشن: عوامی عہدوں کا ذاتی مفاد کے لیے استعمال۔

کرپشن ایک معاشرتی برائی ہے جو ترقی، انصاف اور اخلاقیات کو نقصان پہنچاتی ہے۔

کرپشن کے اسباب

1. بے خوفیِ آخرت
2. حرصِ مال و دولت جمع کرنے کی
3. حقوق العباد سے لاعلمی
4. جوا، شراب نوشی اور فحاشی کی لت[18]

کرپشن کو معاشرے سے کم کرنے کی تدابیر، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل:

یہ پاکستانی معاشرہ بدعنوانی کے گہرے دلدل میں پھنس چکا ہے، اور اسے فوری طور پر تبدیل کرنا ممکن نہیں ہے۔ تاہم، ہم یہاں کچھ ایسی حکمت عملیوں کا ذکر کر رہے ہیں جن پر عمل کر کے معاشرہ کرپشن کی لعنت سے کافی حد تک محفوظ رہ سکتا ہے۔

اہل افراد کا انتخاب:

جب کسی شخص کو کسی عہدے کے لیے منتخب کیا جائے تو اس کی علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ اس کے کردار، ماضی اور تربیت کے پہلوؤں کا بھی باریک بینی سے جائزہ لینا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے ایسے امتحانات کا انعقاد کیا جانا چاہیے جو نہ صرف ذمہ داری کی جانچ کریں بلکہ اخلاقی معیار کی بھی آزمائش کریں۔ جتنی بڑی ذمہ داری ہو، امتحان کی سختی بھی اتنی ہی ہونی چاہیے۔

اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ہدایت ہے:

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الأمانات إلى أمها[19]

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کر دو۔

حکومت کے عہدوں اور مناصب سے بڑھ کر کوئی ایسی امانت ہو سکتی ہے؟ اس لیے حکومتی ذمہ داری سونپتے وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ اس بابت لکھتے ہیں:

کسی فرد کو حکومت میں کوئی عہدہ یا ذمہ داری سونپنے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ ایماندار ہو، اپنے فرائض کی ادائیگی کا شعور رکھتا ہو، اور جس کام کی انجام دہی اس کے سپرد کی جائے، اسے بہترین طریقے سے انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس کے دل میں حکومت کے لیے خیر خواہی کا جذبہ ہونا چاہیے اور اس کی فطرت میں

بغاوت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کسی کی تقرری کے بعد یہ پتہ چلے کہ اس میں ان خصوصیات کی کمی ہے تو اسے فوری طور پر برطرف کر دینا چاہیے۔[20]

حکومتی نظام کوئی خودکار مشین نہیں ہے جو ایک کمانڈ پر خود بخود کام کرتی رہے، بلکہ اس کے لیے ایسے باصلاحیت افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو ریاستی امور کو درست طریقے سے انجام دے سکیں۔ بدعنوانی کے خلاف مؤثر اقدامات کے لیے ضروری ہے کہ اہل اور قابل افراد کا انتخاب کیا جائے

امراء، عوام کے لیے نمونہ عمل پیش کریں:

اعلیٰ سرکاری عہدیداروں اور تمام اداروں کے سربراہوں کو ایک ایسا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے جو امانت، دیانت، خدمت خلق، خلوص، محبت اور ہمدردی کی خصوصیات کو اجاگر کرے۔ انہیں ایسے نمونہ کی مثال قائم کرنی چاہیے جس میں زہد فاروقی، حیاء عثمانی اور بصیرت علی رضی اللہ عنہم کی خصوصیات موجود ہوں

۔ سرکاری اختیارات اور املاک کا استعمال اس طرح ہونا چاہیے جیسے یہ سب چیزیں ان کے پاس امانت کے طور پر ہیں، اور ان میں بے جا تصرف سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہمارے اسلاف کا طرز عمل ہمارے لیے ایک مثال ہے

مولانا شبلی نعمانی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک واقعہ لکھتے ہیں

مولانا شبلی نعمانی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار آپ بیمار ہوئے۔ لوگوں نے علاج کے لیے شہد تجویز کیا، جو بیت المال میں موجود تھا، لیکن آپ نے بلا اجازت اس کا استعمال نہیں کیا۔ آپ نے مسجد نبوی میں اعلان کیا کہ کیا مجھے اجازت دی جائے گی کہ میں بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں؟ اس اقدام سے یہ ظاہر ہوا کہ خلیفہ وقت کے پاس خزانہ عامہ پر بھی مکمل اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح، عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ سرکاری امور کے بعد سرکاری چراغ بجھا دیتے تھے اور اپنی ذاتی ضروریات کے لیے اپنا ذاتی چراغ اور تیل استعمال کرتے تھے۔ آپ نے یہ بھی ہدایت دی کہ کاغذ پر زیادہ تحریریں نہ لکھی جائیں کیونکہ اس سے کاغذ کا ضیاع ہوتا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ چھوٹے لوازمات کا خیال رکھا جائے۔[21]

اثاثہ جات کی مکمل فہرست (قبل از منصب) کی تیاریاں:

یہ بات بلاشبہ درست ہے کہ دولت ایک آزمائش اور فتنہ ہے، لیکن زندگی کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے دولت کی اہمیت بھی اسی طرح ہے جیسے سانس لینے کے لیے ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دولت کو ایک ذریعہ قرار دیا ہے تاکہ زندگی کے معاملات میں سہولت فراہم کی جاسکے۔

قرآن مجید میں ہے:

"أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قيامًا [22]"

وہ مال جس کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے۔

ضروریات زندگی کو پورا کرنے میں مال کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور اسی بناء پر عموماً مال کی محبت دل میں پیدا ہونا انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

"وَ إِنَّهُ لِحُبِّ الخَيْرِ الشَدِيد" [23]

(اور بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور تیز ہیں)

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاء وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ المقنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ [24]"

(لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت، عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سانے، چاندی کے ڈھیر اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چاپائے۔)

اسی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ تشویش تھی کہ انسان کی دولت سے محبت ایک فطری جذبہ ہے۔ اس لیے آپ عمال اور عہدہ داروں کی تقرری کے وقت ان کے اموال اور جائیداد کی تفصیلی فہرستیں تیار کر کے محفوظ رکھتے تھے، تاکہ اگر عمال کے مال میں غیر قانونی اضافہ ہو تو اس کا پتہ لگایا جاسکے۔

شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب بھی کوئی عامل مقرر ہوتا، تو اس کے پاس موجود مال واسباب کی مکمل فہرست تیار کر کے محفوظ کی جاتی تھی، اور اگر عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی بہتری آتی تو اس کا حساب لیا جاتا تھا۔[25]

4عمال حکومت کا بیش قرار تنخواہوں کا مقرر کرنا:

معاشروں میں عموماً رشوت اور دیگر کرپشن کے معاملات اعلیٰ افسران میں زیادہ دیکھے جاتے ہیں، جس کی ایک بنیادی وجہ ان کی کم تنخواہیں ہیں، جو ان کے لیے گزارہ کرنا مشکل بنا دیتی ہیں۔ اس کے باوجود، کرپشن جیسے مسئلے کا خاتمہ کرنے کے لیے حکومت کو وہی طریقہ اپنانا چاہیے جو خلفائے راشدین نے اختیار کیا تھا۔ انہیں اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے مناسب تنخواہیں اور دیگر سہولیات فراہم کرنی چاہئیں تاکہ وہ آرام سے گزارہ کر سکیں اور کرپشن کی طرف مائل نہ ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کو رشوت سے بچانے کے لیے کئی موثر اقدامات کیے، جن کی بدولت ان کے لیے رشوت لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے قضاۃ

کی تنخواہیں مقرر کیں تاکہ انہیں اضافی رقم کی ضرورت نہ پڑے، جیسے کہ سلمان، ربیعہ اور قاضی شریح (رضی اللہ عنہم) کی تنخواہیں پانچ سو درہم ماہانہ تھیں۔

5اعلیٰ حکام کے منصب کے لیے امرا اور معزز اشخاص کا چناؤ:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اصول وضع کیا کہ قاضی کی حیثیت سے صرف دولت مند اور معزز افراد ہی منتخب کیے جائیں، کیونکہ ان کے بارے میں یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ بدعنوانی کی طرف مائل نہیں ہوں گے اور ان کی معزز حیثیت انہیں فیصلے کرتے وقت کسی کے دباؤ سے متاثر نہیں ہونے دے گی۔ اس لیے ہمارے معاشرے میں ایسے افراد کی تلاش کی جانی چاہیے جو لوگوں کی نظر میں معزز، شریف النفس ہوں اور جن کے خلاف عدالت یا تھانے میں کوئی مقدمہ نہ ہو۔

خلاصہ

کرپشن کے نتیجے میں جنم لینے والی برائیوں کے خاتمے کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جو حکمت عملی بیان کی گئی ہے، ان پر عمل کرنے سے اس سماجی برائی میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے۔ تاہم، اس نظام کو فوری طور پر تبدیل کرنا ممکن نہیں ہے، کیونکہ اس میں مسلمانوں کی سات سو سالہ غفلت کے اثرات اور انگریز کی دو سالہ غلامی کا دور شامل ہے، جس نے ہمیں ایک ایسی حالت میں پہنچا دیا ہے کہ نہ تو ہم ان کے طرز زندگی کو مکمل طور پر اپنا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے ماضی کی قدروں کو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ اس طویل غلامی اور غفلت نے ہمارے خوابوں کو بھی چھین لیا ہے۔ یہاں ہر چیز بگڑ چکی ہے اور ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ دولت کمانے اور کروڑ پتی بننے کی خواہش نے حلال اور حرام کی تمیز کو مٹا دیا ہے۔ اسلامی اقدار کی بے حرمتی کی جارہی ہے۔ قوم تیزی سے تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے، اور ایسے حالات میں خاموش رہنا ایک مجرمانہ فعل ہو گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ افراد جو اسلامی اقدار سے محبت رکھتے ہیں اور دل میں درد محسوس کرتے ہیں، میدان عمل میں آئیں اور اپنی تمام کوششیں اصلاح معاشرہ پر مرکوز کریں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اصلاح معاشرہ کی تبلیغ انبیاء اور رسل کی وراثت ہے۔ اب نیکی کی دعوے کرنے کا وقت ہے۔

حوالہ جات

[1] محمد اسلم رضا میمن تحسینی، ڈاکٹر مفتی، کرپشن کی روک تھام اور اسلامی تعلیمات، راد اھل السنہ، کراچی، ۲۰۲۲، ص ا

[2] Encyclopedia Britannica, V4,p170, William benthon, publisher, 2005

[3] پطرس بستانی، محیط المحیط، باب الراس مادہ: رشد، مطبوع مدار الکتب العلمیہ، بیروت، 1867،ج 1، ص 783

[4] ایضاً، ص 783

[5] المائدہ 62:5

[6] جصاص، احمد بن علی، ابو بکر، امام، احکام القرآن، مطبوعہ بیروت، 1985، ج 2، ص 432

[7] قرطبی، محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، مطبوعہ مصر، 1967ء، ج 6، ص 182

[8] رشید رضا، سید، تفسیر امنار، مطبوعہ مصر 1900، ج 6، ص 392

[9] محمود آلوسی، سید، روح المعانی، مطبوعہ بیروت، 1852 ج 6، ص 140

[10] ثناء اللہ پانی پتی، قاضی، تفسیر مظہر، مطبوعہ دھلی، 1840 ج 3، ص 113

[11] جصاص، احمد بن علی، ابو بکر، امام، احکام القرآن، ج 2، ص 432

[12] البقرۃ 188:2

[13] النساء 29:4

[14] محمود آلوسی، سید، روح المعانی، مطبوعہ بیروت، 1852، ج 5، ص 140

[15] الخطیب، ولی الدین، امام، مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب رزق الولاۃ وھدایاھم، مطبوعہ کراچی، 2003 ج 2، ص 202

[16] محمود آلوسی، سید، روح المعانی، مطبوعہ بیروت، 1852، ج 5، ص 140

[17] جصاص، احمد بن علی، ابو بکر، امام، احکام القرآن، ج 2، ص 432

[18] محمد اسلم رضا میمن تحسینی، ڈاکٹر مفتی، کرپشن کی روک تھام اور اسلامی تعلیمات، راد اھل السنہ، کراچی، 2022، ص 5-7

[19] النساء 58:4

[20] شاہ ولی اللہ، امام، حجۃ البالغہ مطبوعہ لاھور 2005، ج 1، ص 293

[21] شبلی نعمانی، مولانا، الفاروق، مطبوعہ شیخ غلام علی سنز، لاہور 1991، ج 2، ص 243

[22] النساء 4:5

[23] العادیات 100: 8

[24] العمران 14:3

[25] شبلی نعمانی، مولانا، الفاروق، شیخ غلام علی سنز، لاہور 1991 ج 2 ص 267